کتابیات

سیرۃ الخلیل (باب ثانی)

خلقی رشد و ہدایت

مولانا الطاف الرحمٰن بنوی

کسی آبادی میں نبی کی بعثت ہی اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہاں کے لوگوں کا اخلاقی بگاڑ انتہا کو پہنچ گیا ہے، قوم انسانی اقدار کی پامالی اور فتنہ و فساد کی گرم بازاری پر تلی ہوئی ہے۔ الٰہی تعلیمات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اسکے حدود کو بے تحاشا توڑا جا رہا ہے الغرض خالقِ حقیقی کو فراموش کیا گیا اور مخلوق پرستی .... جو عموماً گوناگوں پرکشش سانچوں میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے .... کا دور دورہ ہے۔

چار سو پھیلی ہوئی اور کائنات کے ذرّے ذرّے کی پیشانی پر لکھی ہوئی آیاتِ بیّنات اگرچہ زبانِ حال سے خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی کی طرف بلا رہی ہوتی ہیں لیکن ابلیس کی تلبیس اور نفسِ امّارہ کی سرکشیاں فکر و تدبّر کو ان کی جانب متوجّہ نہیں ہونے دیتیں ———!!

اندریں حالات جبکہ پورے ماحول میں ہوٰی و ہوس کی حکمرانی اور اسی کا سکّہ چل رہا ہو، دور و قریب کے سارے تعلقات اسی کی بنیاد پر استوار ہوں اور گرد و پیش کی ہر چیز بڑے زور و شور سے اسی کی طرف ترغیب دے رہی ہو کسی نئے آنے والے کا زمانے کی عام ڈگر کو چھوڑ کر کوئی اور روش اختیار کرنا ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار ضرور ہوتا ہے۔ گویا خدا بیزار معاشرہ بعینہٖ نمک کی وہ کان ہے جس میں کوئی چیز بھی گر کر نمک ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

ایسی صورت میں ہدایت کی شمع جلانے اور خدا پرستی کی صدا لگانے کے لئے قدرت کی طرف سے غیر معمولی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ کسی انسان کو نبی و رسول بنا کر بھیجا جاتا ہے تاکہ فطرت کی کھلی شاہراہ سے وقت کی تمام رکاوٹوں کو ایک ایک کرکے ہٹا دے

© rasailojaraid.com

اور سوچ و فکر کے تاریک گوشوں [illegible] منور کر دے۔

یہ انسان ...... نبی و [illegible] ...... اگرچہ اپنی ذات و ماہیت میں انسان ہی ہوتا ہے اور دوسرے انسانوں کی طرح گوشت پوست کے اجزائے عنصری پر مشتمل، لیکن اپنے صفات و خصائل کی وجہ سے مجد و شرف کی اس چوٹی پر متمکن ہوتا ہے جو وجوب سے نیچے امکان کی سب سے بلند و بالا چوٹی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوعی وحدت و اشتراک کے باوجود دوسرے تمام ابنائے نوع سے نوعی طور پر مختلف اور متفاوت دکھائی دیتا ہے گویا سیرت کی تابانی صورت کی مادی ظلمت و کثافت کے آر پار ہو کر پورے بدن کو بقعۂ نور بنا دیتی ہے[1] یہی مطلب ہے مجدد صاحب کے اس ارشاد کا۔

"اگرچہ عوام الناس انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے ساتھ نفسِ انسانیت [illegible] دوسرے کمالات نے انبیاء علیہم السّلام کو درجاتِ علیا تک پہنچا دیا ہے۔ اور ان کے لئے دوسری حقیقت ثابت کر دی ہے۔ گویا یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات حقیقت مشترکہ انسانی سے بلند و برتر ہیں۔ بلکہ انسان ہی صرف یہی ہیں[2]"

(دفتر حصہ مکتوب)

---

[1] اس سلسلے میں تقریب الی الفہم کے لئے ہزار وولٹ پاور کے اس بلب کی مثال دی جا سکتی ہے جس کی انتہائی تیز روشنی اس کے تمام دوسرے مادی اجزاء پر اس طرح غالب آجاتی ہے کہ پورا قمقمہ نور ہی نور دکھائی دیتا ہے لیکن نور کے اس غلبے کے باوجود اس کی مادیت فنا تو نہیں ہوتی بلکہ عین اس حالت میں بھی اس کی بعض خصوصیات مثلاً وزن داری اور تحیز وغیرہ قائم رہتی ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی روحانیت ان کی مادیت پر غالب ضرور ہوتی ہے۔ تاہم وہ بالکل فنا نہیں ہوتی۔ چنانچہ تمام انسانی مادی ضروریات کا پیش آجانا اس کی واضح دلیل ہے۔

[2] مکتوبات کا ایک معاصر مترجم اس مکتوب پر حاشیہ آرائی کرتا ہوا لکھتا ہے،

"حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے "بشر مثلکم" کی رٹ لگانے والے حضرات غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے حضرت امام ربانی کے دفتر اوّل مکتوب ۲۶۶ کی مندرجہ ذیل عبارت توڑ کر پڑھتے اور پیش کرتے ہیں کہ: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c

نبی نہ صرف یہ کہ ضلالت و گمراہی کے ان گھپ اندھیروں میں اپنی راست روی کا ذمہ دار ہوتا ہے بلکہ سالارِ کارواں بن کر پورے قافلے کی رہنمائی بھی اسی کا منصبی فریضہ ہوتا ہے۔ اس دوہری ذمہ داری سے کامیابی کے ساتھ نمٹنے کے لئے اس کی ذات میں دو باتیں

(تسلسل) "نمی بینی کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات باعامہ در نفس انسانیت برابر اند و در حقیقت و ذات متحد"

لیکن افسوس کہ دفتر دوم کے اس مکتوب کی اس عبارت پر غور نہیں کرتے۔ اس عبارت میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "خصوصی کمالات کی بنا پر انبیاء علیہم الصلوٰت کی حقیقت عوام کی حقیقت سے الگ ہے۔ یہ تو عام انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے متعلق فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو امام ربانی فرماتے ہیں کہ آپؐ کی حقیقت نور ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور آپؐ اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جس سے باقی تمام مخلوقات بنی ہیں۔" مکتوب شریف کے ہر سہ دفتر میں ایک ہی لفظ ایسا بتایا جائے جو صراحتہً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہو کہ آپؐ بھی نفسِ انسانیت میں عامۃ الناس کے برابر اور متحد ہیں۔ اس کے برعکس ہم مکتوبات شریف میں متعدد ایسی عبارات دکھاتے ہیں جن میں صراحتہً مذکور ہے کہ آپؐ کی حقیقت عام انسانوں کی حقیقت سے بالکل الگ ہے۔"

اس کے بعد فاضل مترجم نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے بخاری شریف کی ایک حدیث در امام فخرالدین رازیؒ اور علامہ قسطلانیؒ کی بعض ان عبارتوں کو نقل کیا ہے جن میں اس کی تائید سے زیادہ تردید کا پہلو نمایاں ہے لیکن کیا کیا جائے الٹی گنگا کی اس روش کا کہ دعوٰی کو دلائل کا نہیں بلکہ دلائل کو دعوے کا تابع بنایا جاتا ہے اور اس سلسلے میں کسی بھی کھینچ تان اور تراش و خراش سے دریغ نہیں کیا جاتا، اس بنیادی موضوع پر ان ضمنی حواشی میں کچھ کہنے لکھنے کی نہ کوئی ضرورت ہے...... کہ قرآن و حدیث کی متعدد صریح آیات اور اساطین علم و عمل کی مزید تشریحات و توضیحات نے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے......... اور نہ ہی کوئی گنجائش، تاہم اتنی موٹی بات تو ہمارے طالب علمی نے بھی بڑی سرعت سے محسوس کی کہ "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" جیسی قطعی الدلالت نص قرآنی کے مقابلے میں بخاری شریف کی لست کا حدِ منکم یا انی لست مثلکم وغیرہ

ناگزیر حد تک ضروری ہوتی ہیں۔

پہلی یہ کہ عصری میلانات کے غیر شعوری اثرات سے بچنے کے لئے اس کے ذہن کا ہر گوشہ نورِ عرفان سے منور اور غیر متزلزل یقین سے مملو ہو تاکہ تردد اور بے یقینی کی کوئی ایسی خلا موجود ہی نہ ہو جس میں کسی قسم کی بداعتقادی راہ پا سکے، دوسری یہ کہ صبر و تحمل اور مضبوطی و استحکام کی ایسی قوتوں سے لیس ہو جن کی بدولت روح و قالب کی کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی عزیمت کی سخت جانیوں سے منہ موڑ کر رخصت کی تن آسانیوں کو اختیار کرنے والا نہ ہو۔

بلاشبہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام انہی صفات سے موصوف تھے۔ خلقی رشد و ہدایت

ناموس، جلیسی منصب حدیث اور خاص کر ایسی حالت میں انتہائی صراحت کے ساتھ بڑی آسانی سے سکو ان کو گناہگار بنایا جا سکتا ہے پیش کرنے والے یا تو علم دین و حجت کے مبادیات سے بھی قابلِ رحم حد تک محروم اور کورے ہیں اور یا پھر گروہی تعصب نے ان کو خواہ مخواہ کی کٹ حجتی پر آمادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان مہلک بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

یہاں تو ہم نے صاحب موصوف کے فقط اس چیلنج کو کہ "مکتوب شریف کے ہر سہ دفتر میں ایک ہی لفظ ایسا بتایا جائے جو صراحتاً حضور علیہ السلام کے متعلق ہو کہ آپ بھی نفسِ انسانیت میں عامۃ الناس کے ساتھ برابر و متحد ہیں" قبول کر کے مجدد صاحب کی وہ تصریح بتائی ہے جس سے قارئین کو یہ اندازہ ہو جائے کہ

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

قارئین کرام مکتوبات کی مندرجہ ذیل عبارات کو پڑھئے اور پھر چیلنج کرنے والوں کی صدق و امانت کی داد دیجئے:

"تمام موجودات سے افضل ہونے کی علت بھی انسان کی یہی وصف جامعیت ہے اسی بنا پر اس کا آئینہ سب سے زیادہ مکمل ہے اور جو کائنات کے شیشوں میں جزو جزو فرداً فرداً ظاہر ہے وہ سب کچھ انسان کے صرف اکیلے آئینے میں ظاہر ہے تو اس لحاظ سے بہترین خلائق بھی انسان ہی ہے اور گذشتہ اعتبار سے بدترین مخلوق بھی انسان ہی ہے اس لئے کہ نوعِ انسان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں اور ابوجہل علیہ اللعنۃ بھی۔"

اے بھائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس بلند شان و مرتبہ کے بشر تھے اور حدوث و امکان کے داغ سے متصف تھے

مکتوب ۲۰۱ دفتر اوّل صفحہ ۲۶۱ طبع امرتسر

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid

کا یہ عالم کہ ہوش سنبھالتے ہی عہد نمرودی کے ایک ایک معبود کو مسترد کرتا گیا تا آنکہ لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ (سورۃ انفال آیت ۳۹) کا علمی سکہ بٹھا دیا اور عزم و استقلال کی یہ حالت کہ حیاتِ مستعار کے ہر لمحے کوئی نہ کوئی سخت ترین ابتلا ہوتی مگر ان کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی۔ قرآن حکیم نے انہی حقائق سے یوں پردہ اٹھایا ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ — اور بالیقین ہم (اس سے بھی) پہلے ابراہیم کو خوش فہمی عطا کر چکے تھے۔

(سورۃ انبیاء آیت ۵۱)

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ○ — اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے چند امور سے آزمایا اور انھوں نے وہ انجام دے دیئے۔

(سورۃ بقرہ آیت ۱۲۴)

(جاری ہے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴)

مذکورہ بالا اقتباسات اسی ترجمہ سے ماخوذ ہے جو موصوف کی جانب منسوب ہیں یہ کہنے کی گنجائش بھی باقی نہیں کہ ممکن ہے یہ تصریحات ان کی نظر سے چوک گئی ہوں خالی اللہ امت کی بس انہیں کے الفاظ میں یہ دعا کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ بد عقیدگی سے بچائے اور صدق و خلوص کی توفیق عطا فرمائے"۔

(بقیہ: قرآن [illegible] حکمت)

(۱) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد
(۲) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد

معاصرت (زمین و تہیت) کی بھی یہی چار بنیادیں [illegible]

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد
(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد
(۳) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد
(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد[1]

مفہوم کے لحاظ سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف تعبیر و تشریح کا فرق ہے۔

(باقی آئندہ)

[1] ظہور حدیث کا دینی معیار، صفحہ ۱۵

© rasailojaraid.com